حدیث اور احسن الحدیث: محمد شیخ کے نظریات کا ناقدانہ جائزہ

Ḥadīth and *Aḥsan al- Ḥadīth*: A Critical Review of Muhammad Sheikh's Thoughts

*Dr. Hafiz Iftikhar Ahmad

Abstract

The importance and authority of *ḥadīth* in Islam is undeniable. It has been studied by various scholars from different angles. A significant debate in this context is about those who deny its religious status and claim that Islam is all in the Quran and *ḥadīth* is nothing to do with it. One of such people is Muhammad Sheikh of Karachi. He has raised objections to the importance and meaning of *ḥadīth* making *ḥadīth* and the Qurānic words "*Aḥsan al-Ḥadīth*" as his special focus. To him *ḥadīth* is actually the events that are narrated in the Quran with reference to Muhammad and other prophets. This article examining his views concludes that these understandings are against the Quran as well as the interpretations and *Qurānic* commentaries of great Muslim scholars. The meanings of *ḥadīth* which Sheikh has stated are completely contrary to the style of the expression in the Quran and the clear principles of deriving meaning from this sacred text.

Key Words: *Ḥadīth*, Islam, meaning, status, Muhammad Sheikh

اسلامی علوم میں حدیث اور اس کی اہمیت و حجیت ناقابلِ انکار ہے۔ اس پر مختلف حوالوں سے مختلف اصحاب فکر و نظر نے کام کیا ہے۔ حدیث کے ضمن میں ایک نمایاں بحث ان لوگوں کے بارے میں بھی ہے جو اس کی دینی حیثیت کا نکار کرتے اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ اسلام سارے کا سارا قرآن میں ہے، حدیث کی دین میں کوئی حیثیت نہیں۔ دینی امور کے بارے میں حدیث سے دلیل پکڑنا گمراہی ہے۔ اس نوع کے اصحابِ فکر و نظر میں سے ایک محمد شیخ

*Chairman Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

(پیدائش 1952ء)[1] ہیں۔ انھوں نے حدیث کی اہمیت و حجیت پر اعتراضات اٹھاتے ہوئے حدیث کے مفہوم اور قرآنی الفاظ "احسن الحدیث" کو بطورِ خاص موضوع بنایا ہے اور کہا ہے کہ قرآن ہی حدیث ہے۔اس مضمون میں ان کے اس نوعیت کے نظریات کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

حدیث کی تعریف

محمد شیخ کے مطابق "لفظ حدیث کے معنی event یا narration ہے۔ یہ خاص اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مختص نہیں ہے، بلکہ یہ عام ہے، اگرچہ کہ آپ ﷺ کی طرف بھی ان کی نسبت ہوتی ہے۔اس سے مراد کوئی واقعہ، کوئی حادثہ ہے جسے آپ بیان کر رہے ہیں۔ لیکن مروجہ معنی یہ لیے جارہے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں کیا واقعات ہوئے اور اس پر انھوں نے کیا کیا اور کیا کہا۔[2] محمد شیخ قولِ رسول ﷺ ہی کو اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ "حدیث سے مراد اگر قولِ رسول لیا جائے (جیسا کہ عموماً یہی معنی مراد لیا جاتا ہے) تو اس کا مصداق بھی قرآنِ کریم ہی ہے۔"[3] اور اس کی دلیل یہ آیت ہے:

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ[4]

عربی میں کلمہ کے دو معانی بنتے ہیں ایک لغوی معنی اور دوسرا شرعی معنی۔ یعنی لغوی دلالت اور اصطلاحی دلالت۔ بسا اوقات اصطلاحی معنی لغوی معنی سے بہت دور ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات ایک کلمہ کے لغوی معانی بھی بہت زیادہ

---

[1] کراچی سے تعلق رکھتے ہیں۔ابتدائی تعلیم کراچی میں ہی حاصل کی۔ پاکستان پولیس اور آرمی میں مختلف عہدوں پر تعینات رہے۔1985 میں کراچی میں ایک ادارہ "انٹر نیشنل اسلامک پروپگیشن سینٹر" کے نام سے قائم کیا۔ یہ ادارہ اس وقت کینیڈا کی حکومتی سرپرستی میں کام کر رہا ہے۔ یہ اسلام کی خدمت اور "قرآن کیا کہتا ہے" کے پر نعرے کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ ان کے مطابق وہ کسی سیاسی اور گروہی جانب داری کے بغیر لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس بات کا تجزیہ کریں اور سمجھیں کہ قرآن خود مختلف موضوعات سے متعلق کیا کہتا ہے، کیونکہ قرآن ہی اسلام سے متعلق اصل عبارت اور متن ہے اور اللہ کا کلام ہے۔ادارے کی طرف سے محمد شیخ کے معروف افریقی مسلم سکالر احمد دیدات کے ساتھ بھی گہرا تعلق ظاہر کیا گیا ہے۔

[2] محمد شیخ، "قرآن کیا کہتا ہے، "رسائی جون 10، 2020۔
https://www.youtube.com/watch?v=Uls9czXWEGY

[3] محمد شیخ، "قرآن کیا کہتا ہے، "رسائی جون 10، 2020۔
https://www.youtube.com/watch?v=rEwxSx_0vWM

[4] الحاقۃ 69: 40۔

ہوتے اور اصطلاحی و شرعی معانی بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لفظ "السنۃ" ہے۔ اس کے لغوی طور پر بھی بہت سے معانی ہیں اور شرعی طور پر بھی اس کے معانی مختلف ہیں۔ جو انسان معانی کے ان اختلافات کو نہیں جان سکتا وہ یقیناً غلطی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس فرق کو نہ سمجھنے یا ن جان بوجھ کر نظر انداز کرنے ہی سے وہ غلطیاں پیدا ہوتی ہیں، جو محمد شیخ اور ان جیسے دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ سنت کا لفظ اور اس کا معنی عربی لغت میں اسلام کے آنے سے قبل ہی معروف تھا۔ مسلمانوں نے اس کلمے کو نہیں بنایا، اور نہ ہی اس کے معنی از خود وضع کیے گیے ہیں، جیسا کہ مستشرقین کا خیال ہے۔ کہ سنت سے مراد اسلام میں دور جاہلیت کی عادات و رسوم اور رواج ہیں، جنھیں اسلام نے اپنالیا تھا۔[5]

فی الواقع سنت سے مراد اللہ کے رسول کے اقوال و افعال و تقریرات ہے۔ اس صورت میں یہ ایک شرعی مصدر ہے، جو قرآن مجید کو لازم و ملزوم ہے، جو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ لفظ حدیث کو محدثین نے شرعی اصطلاح میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے: جان لیجیے کہ جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریر پر ہوتا ہے۔ تقریر کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں کسی نے کوئی کام کیا یا کچھ کہا، تو آپ ﷺ نے اس کا نہ تو انکار کیا اور نہ ہی کرنے یا کہنے والے کو منع کیا، بلکہ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور اس کو ثابت رکھا۔[6] الدکتور محمد بن محمد ابو شہبہ (1332ھ-1914) محدثین کی تعریفاتِ حدیث کو ان الفاظ میں جمع کرتے ہیں کہ : "جمہور محدثین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد، قرآن مجید کے علاوہ نبی ﷺ کے اقوال، افعال اور سکوت ہے۔ اور ان میں آپ ﷺ کا خلق و خُلق اور بعثت سے قبل اور بعد کے تمام اخبار شامل ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے اقوال و افعال بھی شامل ہیں۔"[7] ان تعریفات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حدیث مبارکہ سے مراد اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال و افعال اور سکوت ہے۔ حدیث رسول ﷺ کو شریعت اسلامیہ میں ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے کہ اس کا تعلق خود صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ جن کے اقوالِ مبارکہ و افعال حسنہ کو اور سیرت طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی و ناکامی کا معیار قرار دیا ہے۔

---

[5] بحوالہ: ڈاکٹر سعد مرصفی، المستشرقون والسنۃ (بیروت: مؤسسۃ الریان، س ن)، 31۔

[6] عبد الحق دہلوی، تحقیق۔ ڈاکٹر تقی الدین ندوی (مقدمۃ لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ب ت) 1: 99۔

[7] ابو شہبہ، محمد بن محمد، الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث (جدہ: عالم المعرفہ للنشر والتوزیع، طبعہ اولیٰ 1403/1983)، 15-16۔

محمد شیخ نے حدیث کی جو لغوی تعریف بیان کی ہے اس میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن وہ اصطلاحی تعریف بیان نہیں کرتے۔ اصل بحث اس چیز پر ہے کہ وہ احادیث جو اللہ کے رسول کے اقوال و افعال پر مبنی ہیں، کیا وہ صرف قرآن مجید میں ہی محصور ہیں یا اس کے علاوہ اور کتب میں بھی پائی جاتی ہیں؟ یہاں شیخ کی غلطی واضح ہے۔ ان کے نزدیک نبی ﷺ کی احادیث صرف قرآن مجید میں ہیں اس کے علاوہ اور کسی کتاب میں مذکور نہیں ہیں۔ اس طرح سے وہ قرآن مجید کے علاوہ باقی تمام کتب احادیث کا رد کرتے نظر آتے ہیں، اور احادیث کے وجود کا کلی طور پر انکار کر رہے ہیں۔

احسن الحدیث، تورات اور متشابہ آیات سے مراد

محمد شیخ کا کہنا ہے کہ توراۃ کا معنٰی قانون یا لا ہے۔ کتاب کا معنٰی ہے لکھا ہوا، اور قرآن کے معنی ہیں پڑھائی، سنت کے معنی ہیں عمل یا دستور۔ حدیث کا معنٰی ہے واقعہ event, incident , narration۔ اور حدیث نبی ﷺ یا کسی کا بھی قول ہے۔ نبی ﷺ کا قول یا فعل ہو گا تو خاص حدیث ہے، اور کسی اور کا قول یا فعل ہو تو عام حدیث ہے۔[8] سورہ آل عمران آیت 7 میں ہے کہ وہی ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی، جس میں محکم، احکام والی آیات یا نشانیاں ہیں۔ وہ کتاب کی ماں ہیں اور دوسری متشابہات ملتی جلتی آیات یا نشانیاں ہیں۔ اب دیکھیے یہ کتاب جو ہم نے آپ پر نازل کی۔، یہ کتاب یہ جو لکھا ہے، اس لکھے ہوئے میں اللہ کہہ رہا ہے کہ اس میں آیات محکمات ہیں۔، یعنی احکام والی آیات یا جس میں حکم ہے، وہ کتاب کی ماں ہیں۔ کتاب جس میں حکم والی آیات ہیں ان کو ام الکتاب کہا۔ اس کو اس کتاب کی ماں کہا جا رہا ہے۔ اس کی مزید وضاحت اس طرح سے ہے کہ سورہ مائدہ میں ہے کہ وہ کیسے تجھ پر حکومت کر سکتے ہیں، ان کے پاس توراۃ یا قانون ہے۔ اس توراۃ میں اللہ کا حکم ہے، یہ قرآن ہمیں بتا رہا ہے کہ اس توراۃ میں اللہ کا حکم ہے۔ توراۃ کا معنٰی قانون ہے، اس میں اللہ کا حکم ہے۔ جتنی حکم والی آیات کو میں جمع کر لوں تو وہ توراۃ بن جائے گا۔ جتنی آیات جن میں حکم ہے، وہ توراۃ یعنی قانون ہے۔ تو معلوم ہوا کہ توراۃ میں محکم آیات ہیں اور تورات اس کتاب (یعنی قرآن) کی ماں ہے۔ مثال کے طور پر حکم ہے اللہ کا کہ صلوٰۃ قائم کرو، صدقہ دو، حج کرو، روزے رکھو، نکاح کرو، ورثہ کا مسئلہ، یہ سب حکم ہے۔ جتنے احکام ہیں ان احکام کو اگر یکجا کر لیا جائے تو وہ قانون ہے، وہ تورات ہے، وہ کتاب کی ماں ہے۔ مختصر یہ کہ محکم آیات کو توراۃ کہا جائے گا، جو ام الکتاب ہے، اور باقی آیات متشابہات ہیں۔[9] متشابہ آیات سے مراد

---

[8] محمد شیخ، "قرآن کیا کہتا ہے،" رسائی جون 10،۔2020۔
https://www.youtube.com/watch?v=1Lqrnle7avk

[9] محمد شیخ، "قرآن کیا کہتا ہے،" رسائی جون 10،۔2020۔

انبیاء کے واقعات، آدم کی حدیث، ابراہیم کی حدیث موسیٰ کی حدیث، محمد ﷺ کی حدیث، قیامت کی حدیث، سائنسی امور کی حدیث۔ ہسٹری کی حدیث، جغرافیہ کی حدیث یہ ساری احسن الحدیث ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے جن آیات میں حکم تھا ان کو تو توراۃ یا قانون کہا کہ جو کتاب کی ماں ہے۔ دوسری جو آیات ہیں جن میں احکام نہیں ہیں وہ واقعات ہیں جن میں احسن الحدیث ہے۔ مکمل ایمان محکم آیات یا توارت و قانون پر ایمان لانا اور احسن الحدیث (واقعات و قصص پر مشتمل)آیات پر ایمان لانا ہے، جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے ہو وہ متشابہ کی اتباع کرتے ہیں۔ اس سے مراد آیت پڑھی اور اس میں اپنی خواہشات کو ملا لیا۔ آیات پڑھیں اور سائنس کو ساتھ ملا لیا۔ آیت پڑھی اور کسی واقعہ کو ملا لیا۔ اور اس میں ڈھونڈتے ہیں تاویل۔ وہ متشابہ آیات کی اتباع نہیں کر رہا بلکہ جو اس نے اپنی خواہش اس میں ملالی ہے، اس کی اتباع کر رہا ہے۔[10]

محمد شیخ یہاں بھی لغوی معانی ہی مراد لے رہے ہیں۔ محکم و متشابہ آیات کا جو معنی انھوں نے بیان کیا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ محکم آیات سے مراد تورات ہے، اور متشابہ آیات سے مراد قرآن مجید میں انبیاء رسل کی اور نبی ﷺ کی زندگی کے احوال ہیں۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ کی زندگی کے احوال کو بیان کرنے والی کوئی کتاب بھی محمد شیخ کے نزدیک مستند نہیں ہے، اس لئے کہ وہ لوگوں کی لکھی ہوئی ہیں، جب کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ محمد شیخ نے محکم و متشابہ آیات کا جو معنٰی بیان کیا، یہ ان کی اپنی اختراع ہے۔ درحقیقت محکم کے لغوی معنٰی مضبوط کرنے کے ہیں، اور اسی طرح مضبوط ہونے کے بھی ہیں۔[11] ابن منظور کہتے ہیں کہ "اس سے مراد کسی شے کو مضبوط کرنا ہے، حتیٰ کہ وہ مضبوط ہو جائے۔[12] اس لفظی معنٰی کے اعتبار سے پورا قرآن مجید ہی محکم ہے۔ اس لیے کہ اس میں کسی قسم کی کمزوری و ضعف اور تضاد نہیں ہے۔ قرآن کا محکم ہونا اس کی پہلی صفت ہے اور اس کا متشابہ ہونا دوسری صفت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ۔ اس آیت میں جو مکمل قرآن کو احسن الحدیث کہا گیا ہے، جس کی آیات متشابہ ہیں۔ اس مقام پر متشابہ سے مراد ملتی جلتی ہے۔ یہاں متشابہ کے معنٰی یہ ہیں کہ اس کی آیات میں حد درجہ

---

[10] محمد شیخ، "قرآن کیا کہتا ہے،" رسائی جون10، 2020۔ https://www.youtube.com/watch?v=1Lqrnle7avk

[11] زین الدین ابو عبداللہ محمد بن ابو بکر حنفی رازی، تحقیق۔ یوسف الشیخ، مختار الصحاح (بیروت: المکتبۃ العصریہ، 1420ھ / 1999)، 1: 78۔

[12] ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، طبعہ سوم، 1414ھ)، 12: 143۔

عمدگی و نفاست، ہم آہنگی اور صدق اخبار ہے۔ اس اعتبار سے قرآن کی بعض آیات بعض کے مشابہ ہیں۔ اس کی آیات میں کوئی تعارض نہیں پایا جاتا، بلکہ ایک آیت دوسری آیت کی تصدیق کرتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفًا كَثِيراً۔[13]

اسی طرح مشابہ آیات سے مراد وہ آیات ہیں, جو محکم کی نقیض ہیں, جیسا کہ سورہ آل عمران کی محکمات و متشابہات سے متعلق آیت سے معلوم ہوتا ہے۔شاہ ولی اللہ کے نزدیک: "محکم سے مراد وہ آیات ہیں جن کا لغت میں صرف ایک ہی معنیٰ بنتا ہے۔ الفاظ کے معانی کے لیے اہل عرب کی لغت کا اعتبار کیا جائے گا، نہ کہ اہل کلام و اہل فلسفہ کی لغت کا اعتبار ہوگا۔ جیسا کہ ہمارے ہاں اہل فلسفہ بال کی کھال کھینچتے ہیں۔ اس میں بہت بڑی گمراہیاں ہیں، جو محکم کو متشابہ اور معلوم کو مجہول کر دیتے ہیں۔ اور متشابہ سے مراد وہ آیات ہیں جو کئی معانی کا احتمال رکھتی ہیں۔"[14] اس بنا پر متشابہ کی محکم کے مقابلے میں تعریف یہ ہوگی کہ "اس سے مراد جو مشتبہ اور مشکل امور ہیں۔"[15] امام شوکانیؒ نے محکم اور مشتبہ کی تعریف یوں کیہے: "محکم وہ ہے جس کی دلالت واضح ہو، اور متشابہ وہ ہے جس کی دلالت غیر واضح ہو۔"[16] علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ محکم آیات سے مراد ہے جو منسوخ نہیں ہوتیں، اور متشابہ سے مراد جو منسوخ ہو جاتی ہیں۔ [17] قتادہؒ کہتے ہیں کہ "کتابا متشابہا" سے مراد ایک آیت دوسری آیت کے مشابہ ہے۔ اور ایک حرف دوسرے حرف کے مشابہ ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد بعض بعض کے مشابہ ہے، ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے۔ اور بعض حصہ بعض حصے پر دلالت کرتا ہے۔ مثانی سے مراد اس میں واقعات، اخبار، فیصلے، احکام اور حجتیں بار بار دہرائے گئے ہیں۔"[18] اس کی مزید وضاحت امام مجاہد کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ "کتابا متشابہا

---

[13] النساء، 4: 82

[14] احمد بن عبد الرحیم شاہ ولی اللہ الدہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (قاہرہ: دارالصحوۃ، طبعہ دوم، 1407ھ/1986ء)، 131۔

[15] ابن منظور، لسان العرب، 12: 143۔

[16] امام شوکانی، ارشاد الفحول الیٰ تحقیق الحق من علم الاصول (دمشق: دارالکتب العربی، طبعہ اولیٰ، 1419ھ/1999)، 1: 90۔

[17] محمد عبد العظیم زرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن (مطبعہ عیسیٰ البابی الحلبی، اور شرکاء، طبعہ سوم، س ن)، 2: 272۔

[18] محمد بن جریر بن یزید ابو جعفر طبری، تحقیق۔ احمد محمد شاکر، جامع البیان فی تاویل القرآن المعروف بتفسیر طبریؒ (مؤسسۃ الرسالۃ، طبعہ اولیٰ 1420ھ/2000ء)، 21: 279۔

مثانیؒ سے مراد پورا قرآن ہے۔"[19] اس عموم میں بے شک انبیا کے واقعات بھی شامل ہیں۔ امام بغویؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا" سے مراد ہے کہ حسن و خوبصورتی میں اس کا ایک حصہ دوسرے کے مشابہ ہے۔ جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے۔ ان میں کوئی تناقض اور اختلاف بھی نہیں ہے۔ اور "مثانی" سے مراد ہے خوشخبری، وعید، امر و نہی، واقعات اور احکام بار بار بیان کئے گئے ہیں۔[20]

علمائے سلف جو مومنین ہیں جن کے راستے کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے "کتابا متشابہا مثانی" سے مراد علما سلف کے نزدیک پورا قرآن ہے، جس میں محکم آیات بھی شامل ہیں اور متشابہ کی وہ اقسام بھی شامل ہو جاتی ہیں، جو محکم کے متضاد ہیں۔ یعنی جن آیات کے اندر معانی کا احتمال ہے۔ اس بناء پر محمد شیخ کا اس آیت سے میں احسن الحدیث سے مراد صرف انبیا اور نبی ﷺ کی خبریں اقوال و افعال لینا غلط و مردود ٹھہرتا ہے۔ علمائے امت کے یہاں متشابہ کا معنی دیکھنے کے بعد واضح ہوا کہ محمد شیخ کا محکم آیات کو تورات یا قانون باور کرانا کسی طرح درست نہیں۔ تورات کے ساتھ حکم کا لفظ دیکھ کر محمد شیخ شاید یہ سمجھ بیٹھے کہ یہودیت و اسلام کے ایک ہونے کا یہ تصور قرآن سے ثابت ہے۔ یعنی قرآن میں محکم آیات ہیں اور تورات میں اللہ کا حکم ہے، تو گویا محکم آیات سے مراد تورات ہے جو کتاب کی ماں ہے۔ یہ ایسا قیاس و استدلال ہے جس کا ضعف و بطلان بالکل واضح ہے۔ اس بنا پر کہ حکم سے باب "یحکمونك" کا معنیٰ یہ نہیں کہ وہ کیسے آپ پر حکومت کر سکتے ہیں، بلکہ اس سے مراد تحکیم ہے، یعنی وہ آپ کو کس طرح منصف و جج بناتے ہیں جب کہ ان کے پاس تورات ہے۔ اس میں بھی اس بات کا حکم موجود ہے، جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ محمد شیخ، تورات کو ام الکتاب کا درجہ دے کر اس کی حیثیت کو قرآن مجید سے زیادہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔

کتب احادیث کے استناد پر اعتراض

شیخ محمد کا کہنا ہے کہ رسول کی احادیث، واقعات صرف قرآن میں ہیں اس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہیں۔ یہ کلام جو اللہ کی کتاب ہے، جو اللہ نے نازل کیا۔ جو اللہ نے وحی کیا وہ رسول ﷺ کا قول ہے۔ یہ پورا قرآن قولِ رسول ہے۔ بخاری لوگوں سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ یہ رسول کا قول ہے۔[21] "اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو"، اس سے مراد یہ

---

[19] طبریؒ، تفسیر طبری، 21: 279۔

[20] حسین بن محمد بغوی، تفسیر بغوی (دار طیبہ، طبعہ چہارم، 1417ھ/1997ء)، 7: 115۔

[21] محمد شیخ، "قرآن کیا کہتا ہے"، رسائی جون 10، 2020۔ (https://www.youtube.com/watch?v=eyBWEqer71M

قرآن ہے۔ جو نازل کیا اللہ نے اور قول ہے نبی ﷺ کا۔ الگ نہیں ہے کہ یہ کتاب کچھ کہہ رہی اور یہ کتاب (صحیح بخاری) کچھ کہہ رہی ہے۔ یہ ایک ہی کتاب ہے۔ (جو قرآن مجید ہے)[22]

محمد شیخ کے اس بیان کے مطابق اللہ کے رسول کی احادیث صرف قرآن مجید میں ہیں۔ جو قرآن مجید میں احسن الحدیث کے نام سے مذکور ہیں، اور جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے بسر کرنے اور اسوۃ حسنہ اور اقوال و افعال کا ذکر ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ دیگر انبیا کی احادیث بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور مذہبی کتاب میں آپ ﷺ کی احادیث موجود نہیں ہیں۔ محمد شیخ کتاب کا معنی "لکھا ہوا" لیتے ہیں اور یہ "لکھا ہوا" ان کے نزدیک قرآن مجید ہے۔ جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ قرآن جو لکھا ہوا ہمارے پاس موجود ہے کیا یہ اللہ نے خود لکھ کر بھیجا ہے یا اسے بھی انسانوں نے جمع کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انسانوں نے اللہ کی توفیق سے جمع کیا ہے، جو حرف بحرف ثابت ہے۔ اگر یہ قابل قبول ہے تو احادیث جو اسی قرآن کریم کی وضاحت میں اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے صادر ہوئی ہیں، وہ وحی کا حصہ کیوں نہیں ہو سکتیں۔ اگر ان کو اس بنا پر رد کیا جاتا ہے کہ یہ انسانوں نے لکھی ہیں، تو قرآن بھی تو انسانوں کا جمع کیا ہوا ہے! کیا وجہ کہ اس کی تدوین پر تو کوئی اعتراض نہیں اور احادیث کی تدوین پر اعتراض ہے!

محمد شیخ قرآن کو اٹھا کر بار بار اسے کتاب کا نام دیتے ہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ لغت جس پر محمد شیخ زور دیتے ہیں اس میں کیا کتاب کا معنی صرف "لکھا ہوا" ہوتا ہے یا کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ قاموس المحیط جو لغت کی کتاب ہے اس میں کتاب کے معنی لکھے ہیں کہ اس سے مراد فرائض اور حکم بھی ہوتا ہے۔[23] دین اسلام میں کتنے ہی عبادت کے امور ایسے ہیں جن کی سند قرآن میں نہیں ملتی بلکہ انھیں احادیث رسول ﷺ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی کتنی ہی آیات ایسی ہیں جن کی وضاحت اگر احادیث سے نہ لی جائے، تو ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اور آیات مجمل رہ جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے قرآن میں ارشاد فرمائے اور فرمایا کہ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔[24] اس آیت کریمہ نے بارہ مہینوں کی گنتی کتاب اللہ میں قرار دی ہے، اور لازمی سی بات ہے کہ اگر کتاب اللہ صرف قرآن ہی کو کہا گیا ہے، تو اس میں بارہ ماہ اور ساتھ ہی چار مہینوں کی تفصیل، جو

---

[22] محمد شیخ، "قرآن کیا کہتا ہے،" رسائی جون 10، 2020۔
https://www.youtube.com/watch?v=WifWWAULLls

[23] ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی، القاموس المحیط (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ طبعہ ہشتم، 1426ھ/2005ء)، 1: 128۔

[24] التوبہ، 9:36۔

حرمت والے ہیں لازمی ہونی چاہیے۔ لیکن حال یہ ہے کہ قرآن مجید میں ان بارہ مہینوں کے نام نہیں ہیں اور نہ ہی حرمت والے مہینوں کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کتاب اللہ سے مراد لوح محفوظ ہے، مگر یہ خیال صرف خیال ہی ہے کیونکہ اگر یہاں سے مراد لوح محفوظ ہے تو ہم کس طرح سے ان مہینوں کا حساب وکتاب رکھیں گے۔ یقیناً لوح محفوظ تک کسی کی بھی پہنچ نہیں، لہٰذا اگر ایمان والوں کی پہنچ لوح محفوظ تک نہیں تو یہ تقاضا کرنا کہ حرمت والے مہینوں میں لڑنا حرام ہے، ان مہینوں کا تقدس واحترام کیا جائے، بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مہینوں کا تعین جس طرح سے نبی ﷺ سے قبل چلا آرہا ہے اب اسی طریقے سے چلتا رہے گا، یہ خیال بھی باطل ہے، کیونکہ کیا اللہ کا دین مشرکین مکہ، یہودیوں، یا نصرانیوں کا محتاج ہے کہ جس طرح سے چلتا رہا اسی طرح سے آپ بھی شمار کریں۔ سورۃ توبہ کی آیت 37 میں واضح اعلان کر دیا گیا کہ مہینوں کے آگے پیچھے کرنا کفر میں زیادتی ہے۔ لہٰذا کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہو سکتی۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان بارہ مہینوں کی ترتیب کے ساتھ گنتی اور چار مہینوں کی تفصیل واضح کر دی جن کی تفصیل قرآن میں نہیں بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ" ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای کہ زمانہ گھوم پھر کر اسی حالت پر آگیا جیسے اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کی تھی۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، چار مہینے اس میں سے حرمت کے ہیں۔ تین تو پے در پے ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور (چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے۔"[25] اس حدیث میں حرمت والے چار مہینوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ کتاب سے مراد صرف قرآن مجید ہی نہیں جو وحی الٰہی پر مشتمل ہے، بلکہ اس سے مراد احادیث رسول ﷺ بھی ہیں جو وحی الٰہی پر مشتمل ہیں۔ کاش کہ محمد شیخ اس قاعدہ اور کلیے کو ذہن نشین کر لیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہی ہیں جنھوں نے بتایا کہ یہ قرآن مجید ہے۔ اگر ان کے کہنے پر اس کو قرآن مان لیا گیا ہے، تو اس کی تفسیر جو اللہ کے رسول نے فرمائی ہے اسے تسلیم کیوں نہیں کیا جاتا!

خلاصہ بحث

محمد شیخ کے مطابق حدیث سے مراد وہ واقعات ہیں جو قرآن میں حضور ﷺ اور دیگر انبیا کے حوالے سے بیان ہوئے ہیں۔ قرآن نے اپنے بیانات کو احسن الحدیث قرار دیا ہے۔ یہی حدیث ہے۔ بخاری وغیرہ کتب حدیث کو لوگوں نے خواہ مخواہ حدیثِ رسول قرار دے لیا ہے۔ قرآن نے اللہ اور رسول کی اطاعت کا جو ذکر کیا ہے، وہ قرآن ہی کی اطاعت کے

[25] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (الریاض: دار الطوق النجاۃ، 1422ھ)، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی سبع ارضین 4: 106۔ حدیث رقم: 3197۔

ذریعے ممکن ہے، نہ کہ بخاری وغیرہ کی اطاعت کے ذریعے۔ اس مضمون میں محمد شیخ کے ان نظریات کو بیان کرکے واضح کیا گیا ہے کہ ان کے یہ نظریات قرآن کے بھی خلاف ہیں اور علمائے اسلام کی تعبیرات کے بھی۔ حدیث، محکم و متشابہات، تورات اور احسن الحدیث وغیرہ کے جو معانی انھوں نے بیان کیے ہیں وہ قرآن کے اندازِ بیان اور اس سے مفہوم و مراد اخذ کرنے کے بدیہی اصولوں کے یکسر خلاف ہیں۔